روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۱/۷۶ | منگل ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۱۵ صلح ۱۳۷۰ ہش، ۱۵ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرفان اور نماز کی لذّت

"عرفان جتنا جتنا بڑھتا چلا جاتا ہے اتنا اتنا نماز میں لذّت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور عرفان بڑھانے کے لئے بہت غیر معمولی علم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر انسان کا اپنا علم عرفان پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اب کائنات پر غور کرنے کے لئے ایک سائنسدان کا غور بہت وسیع ہوگا۔ اگر اسے خدا تعالیٰ عرفان کی آنکھیں ہی نہ دے تو بڑے سے بڑے علم کے باوجود اس کو حمد کا مضمون سمجھ نہیں آئے گا۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے۔ جس طرح دواؤں کی نسبت میں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی کسی کے لئے مفید اور کوئی کسی کے لئے مفید ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہیئے کہ کسی کے بُرا کہنے کو بُرا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہوتے ہیں۔ بہت باتیں سُن بھی نہیں سکتے۔ انہیں کسی موقعہ پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۱۹-۱۲۰)

"جب انسان مکر کرتا ہے تو اس کے ساتھ خدا تعالیٰ بھی مکر کرتا ہے۔ مکر کا مقابلہ مکر کرے جب ہی بات بنتی ہے۔ نادان مکر کے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ زبان کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے اس میں کوئی بُری بات نہیں۔ مکر اس باریک تدبیر کو کہتے ہیں جو خبیث آدمی کے دفع کے لئے کی جائے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اپنا نام (بہترین تدبیر کرنے والا) رکھا۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۲۲)

ربوہ - مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۹۱ء کو بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ فرمودہ ۷ دسمبر ۱۹۹۰ء کے بعض حصے پڑھ کر سنائے۔ اس خطبے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازوں اور عبادات میں لذت پیدا کرنے کے مضمون کا ذکر کرتے ہوئے نہایت خوبصورت اور دلکش مثالوں کے ذریعے واضح کیا کہ کس طرح مختلف جاندار خدا کی تسبیح اور حمد کرتے ہیں۔ حضور نے جگنوؤں کے نظاروں، سمندر کی تہ میں مچھلیوں کی روشنیوں اور جانوروں اور پرندوں کی آوازوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کا ذکر فرمایا۔

محترم حافظ صاحب نے خطبہ کے آخر میں بیان فرمایا کہ یکم جنوری سے حضور ایدہ اللہ نے وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کر دیا ہے۔ احباب کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔

اسیران راہ مولیٰ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

عمل کرنے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ یہ خدا تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہے یا نارضامندی کا

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو

"انسان غور کرے کہ اس کے دل میں اپنے سے بڑے کا ڈر ہوتا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ کام والے لوگ نمبردار اور نمبردار تحصیل دار اور تحصیل دار حکام بالادست کا ڈر رکھتے ہیں۔ ماتحت اگر افسروں کا ڈر دل میں نہ رکھیں تو وہ اپنے فرض منصبی کو اس خوبی اور صفائی سے نہ کریں جس سے وہ ڈر کی حالت میں کرتے ہیں۔ اب اس اصل کو زیر نظر رکھ کر مولا کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بھلائیوں میں کمپیٹیشن اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا نگران ہے اور ان کے ہر فعل کھانے۔ پینے۔ دوستی۔ دشمنی۔ بغض و عداوت۔ لین دین۔ غرض تمام معاملات میں ان کو دیکھتا ہے۔

پس صاحبِ ایمان وہ ہوتے ہیں۔ خیرات میں وہ بڑھتے ہیں جو ان اعمال و افعال کے وقت علیم و خبیر کی ذات اور نگرانیوں پر نگاہ کرتے ہیں اور ہر آن خوف و خشیتِ الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک کام میں خواہ کھانے پینے کا ہو۔ یا بغض و عداوت کا ہو، دوستی ہو یا دشمنی، ہر بات میں خوش رہنے اور بڑھ کر رہنے کے لئے پہلا اور ضروری اصل کیا ہے؟ خشیتِ الٰہی۔ عمل کرنے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ یہ عمل خدا تعالیٰ کی رضاجوئی کی وجہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اس کی نارضامندی کا موجب ہو کر سیاہ روئی کا پیش خیمہ۔

خوفِ الٰہی کے بعد دو اصل اور ہیں۔ وہ کیا؟ ایک اخلاص دوسرا صواب۔ کوئی عمل صالح نہیں ہو سکتا جب تک اخلاص اور صواب نہ ہو۔

اخلاص کیا ہے؟ اخلاص کے معنے ہیں کہ جو کام کرو اس میں یہ مدنظر ہو کہ مولا کریم کی رضا حاصل ہو۔ حُب ہو تو حُب للہ ہو۔ بغض ہو تو بغض للہ ہو۔ کھاؤ تو اس لئے کہ کھانے کا حکم دیا ہے۔ پیتے ہو تو سمجھو کہ (پیو) کے حکم کی تعمیل ہے۔ غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو۔ رسم و عادت، نفس و ہوا کی ظلمت نہ ہو۔ اندرونی جوش اس کے باعث نہ ہوئے ہوں۔

صواب کیا ہے؟ کہ ہر بھلا کام اس طرح پر کیا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کر کے دکھایا ہے۔ اگر نیکی کرے مگر نہ اس طرح جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھائی ہے وہ راہ صواب نہیں۔ غرض یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں اور پھر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں۔ بس کام کرو خشیت الٰہی سے اور پھر اخلاص و صواب سے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵۔ صلح ۱۳۷۰ ہش ۱۵- جنوری ۱۹۹۱ء

سب جگ تیرا ہو

انسان چھوٹی چھوٹی چیزوں کے پیچھے بھاگتا ہے کہ یہ میری ہو جائے اور وہ میری ہو جائے۔ اتنی تگ و دو کرتا ہے کہ ہانپنے لگتا ہے۔ اور اس کے باوجود ان میں سے اکثر چیزیں اس کے ہاتھ نہیں آتیں اور اسے با حسرت و یاس ہاتھ ملنے پڑتے ہیں۔ اسکی زندگی ناخوشگوار ہو جاتی ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب بعض لوگ ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں اور ان چیزوں کو حاصل نہیں کر سکتے جن کے پیچھے وہ بھاگتے ہیں تو وہ اپنی زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ انہیں اس دنیا میں رہنے کا کوئی مقصد نظر نہیں آتا اور آخر کار وہ خود کشی کر لیتے ہیں۔

بعض لوگوں نے زندگی کی تگ و دو کو ناکامی سے بچانے کے لئے یہ مقولہ اختیار کر لیا ہے کہ اپنی امیدوں کو کم کر لو۔ خواہشات کو دبا لو۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کا خیال ہی دل سے نکال دو تاکہ نہ کسی چیز کے نہ ملنے کا غم ہو اور نہ ناکامی کا افسوس۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو تمام دنیا کی چیزیں انسان ہی کے لئے بنائی ہیں بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ سب چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔

پھر کیا طریق اختیار کیا جائے۔ چیزوں کے پیچھے بھاگا جائے اور ناکامی کی صورت میں افسوس کیا جائے یا چیزوں کا خیال ہی دل سے نکال دیا جائے۔ یہ سمجھ لیا جائے کہ دنیا میں ہے تو بہت کچھ لیکن یہ ہمارے لئے نہیں ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:

"اگر تم اس دنیا میں آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو خدا کی طرف جھک جاؤ اور اپنی اصلاح کر لو۔ اور پورے طور سے خدا کے ہو جاؤ۔ پنجابی کی مشہور مثل ہے کہ جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔ اصل بات یہی ہے کہ خدا خوش ہو تو سب خوش ہو جاتے ہیں۔ خدا کا راضی کرنا مقدم ہے۔"

سب کچھ حاصل کرنے کا اصل طریق یہی ہے کہ اس کے ہو جائیں جس کا سب کچھ ہے اور اس سے مانگیں جو دے سکتا ہے۔ سمجھیں یہی کہ سب کچھ ہمارے لئے ہے اور ہم ہر چیز کو جائز طریق پر حاصل کرنے اور استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں لیکن صرف اپنی تگ و دو پر انحصار کرنے کی بجائے اس کے آگے جھولی پھیلائیں جو آنکھ جھپکتے میں جھولی بھر دیتا ہے۔ اور جس کا دیا ہوا کوئی چھین نہیں سکتا۔ اور جس کا نہ دیا ہوا افسوس پیدا نہیں کرتا۔

سب سے "دلگر" شعر پر اس کو ملی دادِ سخن
شاعری کی بزم کا شائد یہی تو ہے چلن
ہو اگر بہبودِ ملّت کے لئے اظہارِ دل
مرحلہ یہ سُننے والوں پر ہوا اکثر کٹھن

ابو الاقبال

VULGAR

○

مری ہستی کو تُو چاہے تو رشکِ آسماں کر دے
مرے ہر موئے تن کو میری آنکھوں کی زباں کر دے

عیاں ہو میری سانسوں میں، مرے ہر حرف پر چھا جا
مگر دنیا کی نظروں سے مجھے یکسر نہاں کر دے

ہَوا کے ہر تھپیڑے کو مری کشتی سے ٹکرا دے
ہر اک موجِ تلاطم خیز میرا بادباں کر دے

سیاست میں کسی کو کیا، طریقِ کار کچھ بھی ہو
غریبوں کو اُٹھا اور ان کو میرِ کارواں کر دے

وہ اپنے آپ سے بچھڑیں تو پھر پائے نہیں جاتے
کوئی ان کی جبینوں پر چمکتا سا نشاں کر دے

وہ آئے گا، یقیناً ایک دن وہ آ ہی جائے گا
ابھی سے اس کو میرے جان و دل کا میہماں کر دے

شرف ہے مجھ کو اسکی دست بوسی کے تقدّس کا
مری خوشبو سے ہر وادی کو صحنِ گلستاں کر دے

نہیں سُنتا نہ سُن باتیں مری، تو بولنے تو دے
کوئی کیوں میرا ذوقِ خود کلامی رائیگاں کر دے

کوئی میلی نظر اس کی طرف اُٹھنے نہ پائے گی
عیاں دنیا پہ کوئی یہ نشانِ بے نشاں کر دے

تری تقدیر ہے تسخیر دنیا کے کرّ و مہ کی
نسیم اس مرحلہ کو بے نیازِ این و آں کر دے

نسیم سیفی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-
"دعا کرانے والے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ جہاں تک ممکن ہو تم اپنے آپ کو درست کرو اور یہ یقیناً سمجھ لو کہ انسان کا پرستار کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔" ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۰۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ۔۔۔ نون۔ سین

فرینڈز آف پاکستان

برطانیہ میں بسنے والے بعض پاکستانیوں نے ایک فورم قائم کیا ہے جسے فرینڈز آف پاکستان کہتے ہیں۔ اور جس کا مقصد یہ ہے کہ اقتصادی اور سیاسی مفاد کو محفوظ کر سکیں اور یہ حفاظت دانشوروں کے ذریعہ ہونی چاہیئے۔ انہوں نے اس کے لئے "چارٹر ۲۰۰۰ برائے پاکستان" قائم کیا ہے اور اسکے گیارہ اصول انہوں نے وضع کئے ہیں۔ اس فورم کے تحت گذشتہ روز لاہور میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ اس سیمینار میں مہمانِ خصوصی برطانیہ کی پارلیمنٹ کے حزب مخالف کے ایک رکن مسٹر مارک فشر تھے۔ جن پاکستانیوں نے اس موقعہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا وہ تقریبًا ایک درجن کے قریب تھے اور انہوں نے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق ان تمام مسائل کا ذکر کیا جو اس وقت پاکستان کو درپیش ہیں۔ جب مسٹر فشر تقریر کیلئے اٹھے تو وہ حیران تھے کہ اتنے مختلف اور متضاد خیالات کو وہ کس طرح اپنی تقریر میں سمو سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا مستقبل دھندلا ہے اور یہ کہنے کی انہیں ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض مقررین نے ڈیفنس کے بجٹ میں غیر ضروری زیادتی کے خیال کا اظہار کیا۔ بعض نے کہا کہ خارجی اور داخلی وسائل غلط طور پر استعمال کئے جا رہے ہیں۔ شریعت بل کے متعلق بعض نے کہا کہ "بنیاد پرستی کو فروغ دینے والی بات ہے۔ بعض نے سیاسی ڈھانچے کو تباہ کرنے کی بات کی کیونکہ یہاں بار بار فوجی آمریت کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور ان سب نے عوام الناس کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سارے مسائل ایسے ہیں جن کا حل کیا جانا تو ضروری ہے لیکن کوئی ایسی جہت نظر نہیں آرہی جہاں سے یہ کہا جا سکے کہ یہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ ان مقررین کے علاوہ آٹھ دیگر مقررین نے ان باتوں کی تردید کی اور کہا کہ جہاں تک پاکستان کے مسائل کا تعلق ہے وہ کسی اور شکل میں سامنے آرہے ہیں۔ اس سیمینار میں تمام مقررین نے ایکدوسرے سے ہٹ کر بالکل الگ موضوع پر بات کی۔

پنجاب اسمبلی کے ایک سابق سپیکر انور بھنڈر نے بار بار مارشل لاء لگنے کا ذکر کیا اور اس سے نتیجہ یہ نکالا کہ سیاسی ڈھانچہ تباہ کیا جا رہا ہے۔ ایک سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر بشر حسن نے کہا کہ

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابھی تک انتقالِ اقتدار نہیں ہوا جسکا ہونا نہایت لازمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی، اقتصادی اور سماجی قوتوں کو نیچے کی طرف آخیر تک پہنچنا چاہیئے کیونکہ عوام الناس کا یہ ورثہ ہے اور عوام الناس ہی کو یہ چیزیں ملنی چاہیئیں انہوں نے کہا اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ فوجی حکمرانی کر رہے ہیں یا سویلین ——

جہاں تک ان سب طاقتوں کا تعلق ہے وہ اگر نیچے تک پہنچیں تو بات بن جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ طریق کار میں سب کچھ جرنیلوں اور وڈیروں کے ہاتھ میں ہے۔ اور بیوروکریسی اس سے پورا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ڈاکٹر مبشر حسن نے کہا کہ ہماری زندگی کا سارا سیٹ اپ بدلنے والا ہے اور اسے صحیح معنوں میں عوام الناس کے فائدے کے لیے ڈھالا جانا چاہیئے۔ پروفیسر رشید اور رحنا جیلانی بیرونی ممالک سے ملنے والی امداد کا غلط طریق پر استعمال زیرِ تنقید لائے۔ مسٹر عمر نعمان جو برطانیہ میں ریسرچ سکالر ہیں انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ بیرونی ممالک سے ملنے والی امداد نے زندگی کے ہر شعبہ میں فائدہ پہنچایا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ خود انحصاری کیلئے کوشش کی جائے اگر ایسا نہ ہوا تو ملک انتہائی مشکلات میں جا پھنسے گا۔ آپ نے شرح پیدائش پر تنقید کی اور کہا کہ یہ کم ہونی چاہیئے۔ مسٹر ایس۔ ایم ظفر جو پاکستان کے ایک نامور قانون دان ہیں نے ان مقررین کی مخالفت کی جنہوں نے یہ بات پیش کی تھی کہ پاکستان میں حالات خراب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بات یہ نہیں ہے کہ سب کچھ خراب ہے۔ جو خرابیاں موجود ہیں وہ ہماری اپنی وجہ سے ہیں۔ مطلب انکا یہ تھا کہ ہم ان خرابیوں کو دور کر سکتے ہیں اور عوام الناس پاکستان میں انسانی حقوق سے آگہی حاصل کر لیں تو یقینًا یہاں کے لوگ زیادہ بہتر زندگی بسر کر سکیں گے۔ وہ اپنے بنیادی حقوق حاصل کرنے کے لیے از خود تگ و دو کر سکیں گے۔ انہوں نے خواتین کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ بھی برابر کی شہری ہیں اسلئے انہیں وہی حقوق ملنے چاہئیں جو مردوں کو ملے ہوئے ہیں۔

لاہور ہائی کورٹ کے ایک سابق جج (عامر رضا خان) جنہوں نے اس سیمینار کی صدارت کی تھی شریعت بل کی راہ میں روک بننے پر تنقید کی۔ انہوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ ہمارے اس خرچ کے لیے خاصا بڑا بجٹ ہونا چاہیئے۔ برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر مارک فشر نے کہا دنیا کے دیگر ممالک بھی ایسی حالت میں سے گذر چکے ہیں لیکن آہستہ آہستہ حالت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اپنے ہاں جمہوریت کے نظام کو مستحکم کر لیا ہے اور وہ بالکل ٹھیک ٹھاک زندگی گذار رہے ہیں۔ انگلستان کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا جہاں تک آزادی اظہار کا تعلق ہے اب بھی انگلستان میں ایسی کسی چیز کا وجود نہیں ہے۔ اسی طرح انسانی حقوق کو بھی کبھی وہاں ایجنڈے پر نہیں رکھا گیا۔ اپنے ملک کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہاں بھی اس بات کا تقاضا کیا جاتا ہے کہ ڈیفنس پر جو کچھ خرچ کیا جا رہا ہے وہ ضرورت سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں آئندہ حکومتوں کو جن باتوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہیں۔ شرح پیدائش کی زیادتی۔ ہندوستان کے ساتھ تعلقات۔ تعلیم کا فروغ۔ فوجی حکومتوں کے اثرات کا زائل کرنا۔ زندگی کو زیادہ بہتر بنانا۔ رشوت ستانی کو ختم کرنا۔ حکومت کو کم کرنا اور نو آبادیاتی تعلقات کو بھی کم کرنا بلکہ بیرونی ممالک سے مدد کے ذریعے اس کو بالکل ختم کرنا اور انسانی حقوق کے جھنڈے کو بلند کئے رکھنا۔

اگر پاکستان کی آئندہ حکومتیں ان باتوں کی طرف توجہ دیں تو اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ پاکستان ایک بہت ترقی یافتہ ملک بن سکتا ہے۔

افریقہ میں قحط

اقوام متحدہ کی خوراک اور زراعت کی تنظیم (ایف۔ اے۔ او) نے اپنی ایک حالیہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ افریقہ میں ماریطانیہ سے لے کر سوڈان اور حبشہ تک ۱۵ ممالک ایسے ہیں جنہیں خشک سالی اور سول وار کی وجہ سے ۱۹۹۱ء میں قحط کا سامنا ہے اور اسی کے پیش نظر یہ اپیل کی گئی ہے کہ ترقی یافتہ ممالک جلد از جلد ان بھوک کا شکار لوگوں کی مدد کے لیے ہاتھ بڑھائیں خشک سالی نے ان تمام ممالک میں فصلوں کو پھلنے پھولنے نہیں دیا اور سول وار نے فصلیں اگانے کا موقعہ ہی پیدا نہیں ہونے دیا۔ ایف۔ اے۔ او کے ڈائریکٹر جنرل ایڈورڈ سوما (SAOUMA) نے اس رپورٹ میں کہا ہے کہ صحرا کا تحتی علاقہ اس بات کا محتاج ہے کہ ۱۹۹۱ء میں انہیں پہلے سے زیادہ مدد دی جائے۔ اور اس مدد میں کسی قسم کی تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔ ترقی یافتہ ممالک اگر یہ دیکھتے رہے کہ ان کی اپنی اقتصادی مشکلات کیا ہیں اور اس وجہ سے انہوں نے مدد کا ہاتھ نہ بڑھایا تو یہ ممالک بہت زیادہ متاثر ہو جائیں گے۔ اس لیے رپورٹ میں یہ اپیل کی گئی ہے کہ ترقی یافتہ ممالک اپنے مقامی اقتصادی مسائل کو نظر انداز کرتے ہوئے ان لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کی مدد کریں۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے زیادہ سوڈان اور حبشہ متاثر ہوئے ہیں یہاں یکے بعد دیگرے دو فصلیں حاصل نہیں کی جا سکیں۔ ان دونوں ملکوں کو تقریبًا دس لاکھ ٹن کی خوراک کی ضرورت ہوگی۔

جہاں تک سوڈان کا تعلق ہے وہاں پچاس سے ساٹھ لاکھ افراد قحط کا سامنا کر رہے ہیں۔ خاص طور پر سوڈان کے مغرب اور اسکے جنوب میں۔ حبشہ میں بھی ۶۰ لاکھ افراد قحط سے متاثر ہیں وہاں پر تو ارٹریا اور ٹیگرے TIGRAY ایک پوری کی پوری فصل حاصل نہیں کی جا سکی۔ شمالی حبشہ میں جو مدد دیئے جانے کا اہتمام کیا گیا تھا وہ اسلئے نہیں پہنچائی جا سکی کہ ریڈسی کی بندرگاہ مساوہ بند پڑی ہے۔ یہ بندرگاہ اریٹریا کی پیپلز لبریشن فرنٹ کے ہاتھ میں ہے اور یہاں پر اسوقت باہر سے کوئی سامان نہیں لایا جا رہا۔ اقوام متحدہ، حبشہ کی حکومت اور اس فرنٹ کے مابین گفت و شنید جاری ہے اور اسکا امکان ہے کہ جلد ہی اس بندرگاہ پر بھی سامان اتارا جا سکے گا۔ سوڈان میں خوراک کی فراہمی کم ہو رہی ہے اور اسی طرح حبشہ کے شمالی علاقے میں بھی حالت نازک سے نازک تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور رپورٹ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر فوری طور پر خوراک مہیا نہ کی گئی تو ۱۹۹۱ سنہ میں حالات بہت زیادہ مشکل ہو جائیں گے۔ مغربی افریقہ کے بھی کئی ممالک ایسے ہیں جہاں قحط سالی نے فصلوں کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ ان میں خاص طور پر برکینا فاسو، چاڈ، مالی ماریتانیہ، نائیجر اور سینیگال ہیں۔ ایف۔ اے۔ او کی اس رپورٹ میں لائبیریا کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں اسوقت آٹھ لاکھ پچاس ہزار کے قریب مہاجرین (جو سول وار کی وجہ سے گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں) کو مدد دی جا رہی ہے اور انکے علاوہ لائبیریا کے ان لوگوں کو بھی مدد کی ضرورت ہے جو گنی، سیرالیون اور آئیوری کوسٹ میں مہاجرین کر بیٹھے ہوئے ہیں انگولا اور موزمبیق میں بھی خوراک کی سخت کمی کا سامنا ہے۔ وہاں پر بھی سول وار جاری ہے اور امن دور سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خودنوشت حالات

محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری

اس عاجز کی پیدائش ۱۵/جون ۱۹۱۵ء کو موضع بھڑیار ضلع امرتسر میں ہوئی۔ پانچ چھ سال کی عمر میں اپنے والد حضرت میاں نور محمد (رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ساتھ اپنے گاؤں سے مستقل طور پر امرتسر چلا آیا۔ ۱۹۲۷ء میں امرتسر کے ایک پرائمری سکول سے پرائمری پاس کرنے کے بعد مجھے دینی تعلیم کے لئے قادیان لے جاکر مدرسہ احمدیہ میں داخل کرا دیا گیا۔ ۱۹۳۶ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے خاکسار نے کچھ عرصہ ادارہ روزنامہ الفضل میں بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر کام کیا۔ چونکہ میرے والد صاحب نے مجھے اس لئے مدرسہ احمدیہ میں تعلیم دلائی اور وقف کیا تھا کہ میری ساری زندگی دعوت الی اللہ اور دینی کاموں میں گذرے اس لئے ۱۹۳۶ء میں خاکسار نے والد صاحب کے مشورہ کے بعد دعوت الی اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی اور تحریک جدید کے اس مطالبہ کے ماتحت کہ نوجوان اپنے طور پر بیرون ہند جاکر خود کمائیں اور دعوت الی اللہ بھی کریں ۶/مئی ۱۹۳۷ء کو قادیان سے فلسطین کے لئے روانہ ہوا۔ فلسطین اور دیگر بلادِ عربیہ میں خاکسار نے کچھ عرصہ قیام کیا اس کے بعد اکتوبر ۱۹۳۷ء میں باقاعدہ زندگی وقف کر کے سیدنا حضرت فضل عمر کے حکم سے لندن پہنچا اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس امام بیت فضل لندن کے ساتھ بطور نائب کام کرتا رہا۔

فروری ۱۹۴۰ء کو حسب ارشاد حضور مجھے لندن سے سیرالیون (مغربی افریقہ) تبدیل کر دیا گیا۔ وہاں پر اپریل ۱۹۴۶ء تک خاکسار نے حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کے ساتھ بطور نائب امیر فریضہ انجام دیا۔ مئی ۱۹۴۶ء میں حضرت مولانا علی صاحب کی قادیان واپسی پر خاکسار سیرالیون احمدیہ مشن کا امیر و مربی انچارج مقرر ہوا۔ اور ستمبر ۱۹۴۸ء تک یہ ذمہ داری میرے سپرد رہی۔ جسکے بعد ۲۰/ستمبر ۱۹۴۸ء کو سیرالیون سے روانہ ہو کر انگلستان اور عرب ممالک سے ہوتا ہوا ۴/جون ۱۹۴۹ء کو بخیریت پاکستان پہنچا۔ اس سفر میں بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے مجھے سات آٹھ ماہ انگلستان میں قیام کرنا پڑا۔ جہاں حسبِ معمول تربیتی فرائض ادا کرتا رہا۔ ربوہ احمدیہ مرکز میں کچھ عرصہ قیام اور شادی کرنے کے بعد اکتوبر ۱۹۵۰ء میں دوبارہ سیرالیون کے لئے روانہ ہوا۔ مگر خرابئ صحت کی وجہ سے ڈیڑھ سال بعد ہی ۱۹۵۲ء میں مجھے سیرالیون سے پاکستان واپس آنا پڑا۔ اس دوران خاکسار دفتر تبشیر اور جامعہ احمدیہ احمد نگر میں کام کرتا رہا۔

اکتوبر ۱۹۵۳ء میں خاکسار تیسری مرتبہ سیرالیون کے لئے روانہ ہوا۔ اور وہاں کئی سال تک بطور امیر انچارج کام کرنے کی توفیق پائی۔ اس دوران کچھ عرصہ کے لئے میرے اہل و عیال بھی سیرالیون بھیج دیئے گئے۔ اپریل ۱۹۵۹ء میں خاکسار کو سیرالیون سے مع اہل و عیال بطور امیر و انچارج لائبیریا احمدیہ مشن لائبیریا تبدیل کر دیا گیا۔ جہاں سے دسمبر ۱۹۶۰ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔ مرکز میں کچھ عرصہ رخصت گذارنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں خاکسار کو بعض ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ اس کے بعد مئی ۱۹۶۲ء میں خاکسار کو بطور مربی ملیشیا روانہ کیا گیا جہاں میرا اکثر وقت سنگاپور میں گذرا۔ اور آخر پونے پانچ سال تک وہاں مربی انچارج کام کرنے کے بعد ستمبر ۱۹۶۶ء میں پاکستان واپس آیا۔

پھر چند سال پاکستان میں مختلف خدماتِ سلسلہ بجالانے کے بعد جولائی ۱۹۷۰ء میں یہ عاجز بغرض دعوت الی اللہ جزائر فجی کو روانہ ہوا۔ جہاں سے نومبر ۱۹۷۳ء میں میری واپسی ہوئی۔ اس کے بعد ربوہ میں نظارت تالیف و اشاعت لٹریچر صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور دیگر اداروں میں کام کرتا رہا۔ نیز کچھ عرصہ پشاور اور لاہور میں بطور مربی سلسلہ کام کرنے کی توفیق پائی۔ ۱۹۷۶ء میں میری عمر ۶۰ سال ہونے پر حسبِ قواعد مجھے ریٹائر کر کے دوبارہ کام پر بحال کر دیا گیا۔ لیکن ۱۹۷۷ء و ۱۹۷۸ء میں کئی بار میرے مثانہ کے اپریشن ہ، اعصابی کمزوری اور دیگر عوارض کی وجہ سے خاکسار کی صحت گر گئی اور مجھے مستقل طور پر ریٹائر ہو جانا پڑا۔

ادبی دلچسپیوں کا آغاز

میری شاعری اور ادبی دلچسپیوں کا آغاز کیسے ہوا؟ اس طویل کہانی کا اختصار یہ ہے کہ ۱۹۳۱ء میں جبکہ خاکسار مدرسہ احمدیہ قادیان کی چوتھی جماعت کا طالب علم تھا۔ مدرسہ احمدیہ میں ایک بڑے محسن اور مشفق استاد محترم چوہدری عبدالواحد صاحب سکاؤٹ ماسٹر مدرسہ میں اردو اور انگریزی پڑھانے پر مقرر تھے جو ہوسٹل میں بھی ہمارے ٹیوٹر اور نگران تھے۔

ایک روز کلاس میں سب کو انہوں نے "ہمارا مدرسہ" پر اردو میں مضمون لکھنے کو کہا اگرچہ عمومی طور پر میں اپنی کلاس میں کوئی خاص ذہین طالب علم نہ تھا تاہم محترم چوہدری صاحب موصوف نے میرے لکھے ہوئے مضمون کو بہت پسند کیا اور کلاس میں پڑھ کر بھی سنایا۔ پھر اس کے بعد میری تحریروں کو غور سے پڑھنا اور حوصلہ افزائی کرنا ان کا تقریباً معمول ہو گیا۔ جس سے مجھے ادب سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ ان کے بچوں سے میل جول کی وجہ سے مجھے ان کے گھر سے اُس وقت کے اُردو رسالے "نیرنگِ خیال" اور "ہمایوں" وغیرہ بھی مل جاتے جو میں باقاعدہ پڑھا کرتا تھا۔

حضرت قاضی اکمل صاحب کی شفقت:

ایک دو سال بعد ایک روز حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے بہشتی مقبرہ کی طرف سیر کو جاتے ہوئے مجھے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ کر لیا اور چلتے چلتے میرا نام اور امرتسر میں میرے خاندان اور محلہ وغیرہ کے متعلق دریافت فرماتے رہے۔ واپسی پر کہنے لگے۔ لیکھرام کے متعلق تم جو کچھ جانتے ہو۔ لکھ کر لاؤ۔ چنانچہ میری وہ تحریر انہوں نے بعد تصحیح ماہوار رسالہ "مصباح" جس کے وہ ایڈیٹر تھے۔ میں شائع فرما دی۔

میں دیکھتا ہی رہا

اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں ایک جمعہ کے روز جب میں ان کے دفتر کے آگے سے گذر رہا تھا تو انہوں نے اندر بلا کر اپنے پاس بٹھا لیا اور اپنے اشعار کا مجموعہ "نغمۂ اکمل" مجھے پڑھنے کو دیا۔ دفتر میں لکڑی کے جس تخت پر وہ بیٹھا کرتے تھے اس کے پیچھے کی دیوار پر حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی ایک بڑے سائز کی نہایت حسین اور خوشنما تصویر فریم میں آویزاں تھی۔ حضور کی نیم وا آنکھیں اور پُرجلال و جمال نورانی چہرہ مجھے اس قدر اچھا لگا کہ بار بار دیکھنے کے باوجود طبیعت سیر نہ ہوئی۔ اور میں اس تصویر کو دیکھتا ہی رہا۔ اس تصویر کے نیچے غالباً حضرت قاضی صاحب ہی کا ایک شعر لکھا تھا جو کچھ اسطرح تھا:

یہ لب کھلیں تو تڑپ اٹھیں سینکڑوں نغمے
یہ آنکھ اٹھے تو ترس جائے کیفِ میخانہ

میں نے تصویر دیکھتے ہوئے یہ شعر بار بار پڑھا تو حضرت قاضی صاحب نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے تمہیں شعروں سے بہت دلچسپی ہے میں نے عرض کیا۔ "ہاں ہے تو سہی"۔ کہنے لگے "کچھ شعر لکھ کر لاؤ میں بعد درستی شائع کر دوں گا"۔ چنانچہ میں نے لیکھرام پر ہی ایک نظم کہی۔ اور حافظ سلیم احمد اٹاوی سے اصلاح کروا کے حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں پیش کر دی۔ جو بعد میں انہوں نے ماہنامہ "مصباح" میں شائع فرما دی۔ میں اپنے اشعار کی پہلی دفعہ اشاعت پر پھولا نہ سماتا تھا۔ چنانچہ اس حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے وقتاً فوقتاً شعر کہنے شروع کر دیئے جن میں سے بعض شائع بھی ہوتے رہے۔ ایک دو سال بعد ایک کہنہ مشق شاعر طالب دہلوی قادیان آ گئے۔ وہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے "شاہنامۂ احمدیت" لکھنے پر مامور تھے۔ ان سے راہ و رسم کے بعد میں نے اپنی تیس چالیس غزلوں اور نظموں پر مشتمل ایک نوٹ بک انہیں اصلاح کے لئے پیش کی۔ لیکن چند دنوں بعد معلوم ہوا کہ وہ بغیر اطلاع دیئے چپکے سے قادیان سے کہیں چلے گئے ہیں اور پھر کبھی ان کا حال معلوم نہ ہو سکا اور نہ میری بیاض کا۔

اس طرح اپنے مجموعۂ کلام ضائع ہو جانے کے صدمہ کی وجہ سے پھر سالہا سال تک میری طبیعت شعر کہنے کی طرف راغب نہ ہوئی۔ لیکن چونکہ میرے قلب و ذہن میں سخن شناسی اور شعر گوئی کا جذبہ موجود تھا جو میں سمجھتا ہوں مجھے میرے والد بزرگوار سے ورثہ میں ملا تھا۔ اس لئے ۱۹۶۲ء میں جب میں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں سنگاپور بھیجا گیا تو مجھے اپنے بیوی بچوں اور عزیزوں کی جدائی معمول سے کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگی۔ جس کے نتیجہ میں طبیعت پھر سخن گوئی کی طرف ایسی مائل ہوئی کہ

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمائندہ خصوصی

مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے انٹرویو

گزشتہ ایام میں مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خالد فضل عمر ہسپتال ربوہ کو انگلستان میں جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع ملا۔ اس موقع پر یورپ کے بعض ممالک میں ازدیادِ علم کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ آپ نے اس دورہ کے متعلق جن تاثرات کا اظہار کیا ہے وہ درج ذیل سطور میں پیش کئے جاتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے یورپ کے اس دورے کے بارے میں اپنے عمومی تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ میرا پہلا موقعہ تھا کہ میں یورپ آیا۔ یہاں بہت سی باتیں ایسی ہیں جنہوں نے خاص طور پر میری توجہ کو اپنی طرف کھینچا۔ یہاں کا ٹریفک کا نظام اتنا منظم اور مربوط ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر غلطی نہ کرے تو حادثہ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ سینکڑوں ہزاروں گاڑیاں ہیں جو بڑی ترتیب اور سلیقے سے رواں دواں رہتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے وہاں ہسپتال بھی دیکھے۔ ہر جگہ مجھے نہایت اعلیٰ اور معیاری انتظامات دیکھنے کو ملے ایک تو خیر وسائل اور اعلیٰ مشینوں کی بات ہے لیکن اس کے علاوہ اہم بات یہ تھی کہ ہر مریض کی انفرادی نگہداشت پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ ہر بیڈ کے ساتھ ٹیلیفون لگا ہوا ہے۔ چھوٹے چھوٹے وارڈ ہیں جو نہایت صاف ستھرے ہیں۔ مریضوں کی رہنمائی کا ہر ہسپتال میں انتظام ہے۔ سارے یورپ میں ہی رہنمائی کا نظام بہت اعلیٰ ہے۔ سڑکوں پر اتنے نشانات اور علامتیں لگی ہوتی ہیں کہ اکثر اوقات آپ کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ہر جگہ پر ریسیپشن (استقبال) کا اطلاعات کا نظام قائم ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ یورپ کے نظام میں ایک خاص بات میں نے یہ بھی نوٹ کی کہ معذور افراد کے ساتھ خصوصی سلوک کیا جاتا ہے۔ ہر کار پارک میں معذوروں کی گاڑیوں کے لئے علیحدہ جگہ مقرر ہے وہاں کوئی عام آدمی اپنی گاڑی پارک نہیں کر سکتا۔ ٹرینوں اور کوچوں میں معذوروں کے لئے سیٹیں مقرر ہیں۔ وہاں یہ ہدایت درج ہوتی ہے کہ اگر یہ سیٹ خالی ہے تو آپ بیٹھ سکتے ہیں لیکن جونہی کوئی معذور آجائے آپ کو سیٹ خالی کرنی پڑے گی۔

معذوروں کے لئے خصوصی وہیل چیئرز اور کاریں بنائی جاتی ہیں۔ محترم مسعود احمد خان دہلوی صاحب نے بتایا کہ ان کی ایک معذور بچی ہے۔ ہم اس کے بارے میں ہمیشہ متفکر رہا کرتے تھے۔ جرمنی میں جہاں ان کا قیام ہے وہاں کی حکومت نے ہزاروں مارک کی ایک وہیل چیئر بچی کو مفت دی ہوئی ہے۔ معذوروں کے لئے یہ غیر معمولی سہولت بھی مہیا کی جاتی ہے کہ وہ جب بھی اور جہاں بھی جانا چاہیں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ ادارہ ان کو مفت گاڑی مہیا کرے گا۔ نہ فاصلے کی کوئی قید ہے اور نہ دنوں کی۔ جب بھی جانا ہو ایک فون کر کے متعلقہ ادارے سے گاڑی منگوالی جائے۔ ایک اور احمدی دوست نے بتایا کہ ان کی ایک بچی ہے جو ذہنی طور پر معذور ہے اس کو دیکھنے کے لئے ہر ہفتے میں دو بار ڈاکٹر نرسیں اور سوشل ورکر آتے ہیں۔

اس کے علاوہ جانوروں سے ان لوگوں کی محبت بے مثال ہے۔ انگلستان خوبصورت پارکوں کا ملک ہے جہاں بوڑھے اور دیگر لوگ تفریح کے لئے جاتے ہیں اور کبوتروں وغیرہ کو دانا ڈالتے ہیں۔ یہ پرندے ان سے اتنے مانوس ہو جاتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں پر آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کتے اور بلیاں پالنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ جانوروں سے بے حد محبت کرتے ہیں اور ان کی انسانوں ہی کی طرح قدر کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں یہ باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ ہمیں ان کی اچھی باتوں اور خوبیوں کا اچھی طرح علم ہونا چاہیئے ان کے پاس دیانتداری کا جو اعلیٰ معیار ہے، سچائی کا جو نمونہ یہ لوگ پیش کرتے ہیں اور ہر شخص کے جذبات کا جس قدر ان لوگوں کو خیال ہے یہ ساری باتیں ہمارے لئے اس لئے قابل توجہ ہیں کہ جب ہم ان کو احمدیت پیش کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارا معیار ان سے اونچا ہونا چاہیئے۔ تب یہ لوگ احمدیت میں دلچسپی لیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ یورپ کے لوگوں کا نظم و ضبط، ہر جگہ قطار بندی کے اصول پر عمل درآمد، ذرا سا ہاتھ بھی کسی کو لگ جائے تو جب تک وہ رک کر واپس مڑ کر سوری کہہ کر معذرت نہ کر لے آگے نہیں جاتا۔

یہ سب باتیں دیکھ کر وہاں میرا ایک دوست مجھے کہا کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب احمدی تو یہ لوگ ہیں! اگر ہم نے احمدیت پاکر بھی اخلاق کا اعلیٰ مرتبہ حاصل نہ کیا تو ہماری احمدیت کس کام کی؟۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ان لوگوں میں مذہب سے بے حد دوری ہے۔ جو عیسائی ہیں وہ بھی عملاً عیسائیت سے بیگانہ ہیں۔ پھر جنسی بے راہروی ان میں بہت عام ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک جنسی بے راہروی کوئی برائی نہیں ہے۔ اس لئے ان کو توحید کا پیغام دینے سے پہلے ہر احمدی کو صرف اخلاق ہی نہیں بلکہ روحانیت کے ایک بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہونا پڑے گا اس کے بغیر کوئی ہماری بات نہیں سنے گا۔ دنیا کے حالات بدل رہے ہیں۔ بین الاقوامی تعلقات میں بھی انقلابی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ ان قوموں کو ایک دن لازماً راہ راست پر آنا ہوگا۔ مگر اس کے لئے ہمیں بھی زبردست جدوجہد اور بے مثال کوشش اور سخت دعاؤں کا حق ادا کرنا ہوگا تب ہم ان لوگوں کو متاثر کر سکتے ہیں۔

مولانا محمد منور

دو نقصان دہ چیزیں

منٹ اور گھنٹے ہماری دنیوی زندگی کی بنیاد ہیں۔ گھنٹے۔ دنوں میں۔ دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں اور سالوں میں بدل جاتے ہیں۔ گنتی کی سہولت کے لئے ہم اپنی عمر کا اندازہ سالوں میں بتاتے ہیں۔ اگرچہ سیکنڈ اور منٹ بھی ہماری زندگی کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ اگر ہمارا شعور پختہ ہو تو ہم منٹوں اور گھنٹوں کو بھی اتنی ہی اہمیت دیں۔ جتنی ہم مہینوں اور سالوں کو دیتے ہیں۔ اور اگر شعور ناقص ہو تو مہینے تو کیا چیز ہیں۔ سالوں کی بھی ہم قدر نہیں کریں گے۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی ساری زندگی ہی کو بے کار سی چیز سمجھ کر اسے گنوا دیتے ہیں اور انہیں اس نقصان پر ہرگز افسوس نہیں ہوتا۔

انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ماحول کی صفائی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ جو غذا ہم کھاتے ہیں۔ وہ اگر ناقص ہو گی۔ تو زندگی تکلیف سے گزرے گی۔ جو پانی ہم پیتے ہیں۔ اگر صاف نہیں ہوگا۔ تو ہم کئی امراض کا شکار رہیں گے۔ جسمانی غلاظت اور گندہ لباس بھی کئی بیماریوں کا باعث بن سکتے ہیں۔ صفائی کا شعور رکھنے والے اپنے دانتوں۔ ناخنوں اور بالوں تک کو صاف رکھتے ہیں۔ اسی طرح وہ صرف اپنے گھر کی صفائی ہی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ بلکہ گلی۔ محلہ کو بھی حتی المقدور۔ صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

زندگی اور صفائی کا باہم بڑا گہرا رشتہ ہے۔ اس لئے حکومت جہاں ہسپتال اور اور شفاخانے بنواتی ہے۔ وہاں شہروں کی صفائی کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ جتنی صفائی سڑکوں اور گلیوں پر نظر آتی ہے اسی قدر بلندی ملکوں اور اہلِ ملک کی ترقی کے بارہ میں خیالات میں بھی پائی جائے گی۔ اہلِ وطن کے بلند یا پست خیالات کا پہلا اندازہ ان کے شہروں اور دیہات کی نظافت ہی سے لگایا جاتا ہے۔

خوش قسمتی کی بات ہے کہ آج کل ماحول کی پاکیزگی کا بہت چرچا ہے۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی ہم بھی ایسی ایجنسیز اور ادارے تشکیل دے رہے ہیں۔ جو صفائی کا خصوصی خیال رکھتے ہیں۔

اصل چیز جس کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔ وہ شعور ہے۔ کبھی کبھی ایسا گمان ہونے لگتا ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ نہ وقت کی قیمت پہچانتے ہیں۔ نہ صفائی ہی کی اہمیت سے آگاہ ہیں۔

اگر والدین توجہ فرمائیں اور بچوں کو وقت کی پابندی اور صفائی کی طرف دھیان دینے کی نصیحت کریں۔ بلکہ بچوں کو ان دونوں چیزوں پر عمل کرنے والا بنا دیں۔ تو ہماری زندگی میں انقلاب برپا ہو جائے۔ ہمارا ملک ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں جا کھڑا ہو۔ اور ہم بحیثیت قوم ایک معزز قوم کا مقام حاصل کر لیں۔

یہ خیال کہ صفائی کرنا خاکروب کا کام ہے بالکل پرانا اور بے کار ہو چکا ہے۔ اسی خام خیالی کے باعث انسانی معاشرے کو کئی طبقات میں تقسیم کر دیا گیا اور نچلے طبقوں پر ترقی کے تمام دروازے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

عابدہ زاہد قاضی

قاضی میاں نور احمد صاحب

ہمارے پیارے دادا جان اور بہت ہی قیمتی وجود محترم قاضی میاں نور احمد صاحب۔ صدر جماعت احمدیہ آف چنڈبھروانہ ضلع جھنگ بعمر ۸۳ سال مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۰ء بروز جمعرات فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پاگئے۔ ہم اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

میرے دادا جان پیدائشی احمدی تو نہیں تھے۔ لیکن احمدیت سے اتنی عقیدت تھی کہ اپنا سب کچھ احمدیت پر قربان کر دینا چاہتے تھے۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ میرے (پڑدادا) یعنی دادا کے والد صاحب بڑے نیک اور پارسا انسان تھے۔ انہوں نے میرے دادا جان کو شروع سے ہی دین کی تعلیم و تربیت سے نوازا تھا۔ اس لئے آپ بھی بڑے ہو کر اپنے والد صاحب کے نقش قدم پر چلے۔ آپ اپنے گاؤں کے امام تھے۔ گاؤں میں بہت عزت تھی۔

جب آپ کی شادی ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ نے سب عورتوں سے دعا کروائی کہ میرے بیٹے کے سات بیٹے ہوں۔ خدا تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کو آٹھ بیٹوں سے نوازا۔ تین پیدائش کے کچھ دنوں بعد فوت ہو گئے۔ پانچ خدا نے اپنے فضل و کرم سے زندگی والے عطا فرمائے۔ سب سے بڑے بیٹے یعنی میرے تایا ابو محترم محمد حسین صاحب نے جو حافظ قرآن تھے سب سے پہلے احمدیت قبول کی۔ وہ ۱۹۵۳ء میں کسی دوست کے ساتھ ربوہ جلسے پہ گئے تو احمدیت کی شان اور جماعت پر خدا کا عظیم فضل و کرم دیکھ کر احمدی ہو گئے۔ پہلے پہل تو دادا جان کو بتایا ہی نہیں لیکن آہستہ آہستہ جب دادا جان کو پتہ چلا تو بہت ناراض ہوئے لیکن جلد ہی خدا تعالیٰ نے آپ کے دل کو احمدیت کے نور سے منور کیا۔ اور خود ہی نہیں بلکہ تمام گھر والوں نے بھی احمدیت قبول کی۔ احمدیت قبول کرنے سے پہلے ہمارے گھر کے حالات کچھ معمولی سے تھے۔ لیکن احمدیت کی برکت سے ہمارا گھر مالا مال ہو گیا۔ دین کی روشنی سے اور مالی حیثیت سے بھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک پھل دار درخت بنا دیا جس کا پھل تا قیامت قائم رہے گا۔ یعنی خدا پاک نے آپ کو اولاد جیسی نعمت سے مالا مال کیا۔ آپ والدین کے اکلوتے تھے اور آج اللہ کا فضل ہے کہ چار بیٹے، گیارہ پوتے اور دس پوتیاں ہیں۔ آج آپ کی بدولت ہمارا گھر بھرا ہوا ہے۔

آپ بہت محبت و شفقت والے باپ تھے۔ میں شروع سے ہی آپ کے پاس رہی ہوں۔ آپ نے مجھے ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا۔ آپ سب پوتے پوتیوں سے ایک جیسا سلوک روا رکھتے تھے۔ جب سفر پہ جاتے تو سب کے لئے علیحدہ علیحدہ گفٹ لاتے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے کبھی بھی نماز قضا نہیں کی تھی۔ سردیوں میں صبح سب کے کمروں میں جاتے، اٹھاتے اور باقاعدہ جماعت کرواتے۔ بیماری کی حالت میں یعنی (جب آخری وقت تھا) تو جب بھی ہوش آتی تو ٹائم پوچھتے کہ کیا نماز کا ٹائم ہے؟ آپ کی نظر کمزور تھی لیکن بلا ناغہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ احمدیت سے بہت زیادہ لگاؤ تھا۔ الفضل، مصباح، انصار اللہ اور لاہور کا مطالعہ کرتے حالانکہ آپ صرف دو جماعتیں پڑھے ہوئے تھے۔ لیکن ہم سے بہت اچھا پڑھ لکھ لیتے تھے۔ جب بھی یا کسی رسالے میں اچھی بات لکھی دیکھ لیتے تو لکھ کر پاس رکھ لیتے اور دوستوں کو پڑھ کر سناتے۔ آپ صفائی کا خاص خیال رکھتے۔ لوگ کہتے کہ استاد جی کی پگڑی کبھی میلی نہیں دیکھی۔ یہ سب احمدیت کی برکات ہیں۔ آپ انصاف پسند اور سچ بولنے والے تھے۔

آپ بہت صلح پسند تھے۔ گاؤں میں اگر کوئی لڑکی روٹھ کر میکے آجاتی تو آپ اسے اس کے سسرال چھوڑ آتے اس طرح دونوں گھروں والے خوش ہو جاتے۔

آپ پردہ کی بہت پابندی کرواتے تھے۔ تو آپ نے برقعہ اوڑھنے کا حکم دیا فرمایا کرتے تھے کہ پردے کے بغیر عورت بالکل ادھوری نظر آتی ہے۔

سب احباب جماعت سے درخواست ہے کہ تمام لواحقین کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق دے اور دادا جان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

میر عبد السلام سیالکوٹی

مکرم عبد الرحمن صاحب الٰہی پارک لاہور

محترم میر عبد السلام صاحب سیالکوٹی کے متعلق لکھتے ہیں:

۱۔ میں نے حضرت میر صاحب کو اپنے لڑکپن میں سکول کی طالب علمی کے زمانہ میں دیکھا۔ دبلے پتلے دراز قامت جوان تھے۔ سر اور ڈاڑھی کے بال مکمل طور پر سیاہ۔ اُجلے دیسی لباس میں ملبوس سر پر سرخ رومی ٹوپی پہنتے تھے۔ میر صاحب اور ان کے خاندان کے اکثر حضرات کی مجھے جان پہچان تھی۔

۲۔ میر صاحب روزانہ سہ پہر کو اپنے کارخانہ سے بائیسکل پر سوار ہو کر کھیل کے میدان میں مشق کرنے کے لئے جایا کرتے تھے اور سر شام وہاں سے سیدھے بیت احمدیہ میں آجاتے۔ ان کا ایک دوست ان کے ہم رکاب ہوتا تھا میر صاحب تو بیت کے صحن میں چلے جاتے اور ان کا دوست پالا سنگھ ساتھ والے مہمان خانہ کے صحن میں ایک چارپائی پر جا بیٹھتا۔ میر صاحب نماز مغرب سے عشاء تک احباب جماعت کی مجلس میں تشریف فرما رہتے اور نماز عشاء کے بعد اپنے دوست کے ہمراہ واپس چلے جاتے تھے۔ یہ ان کا روزمرہ کا معمول تھا۔

۳۔ ایک روز میں بازار میں ایک دکان پر بیٹھا تھا کہ میر صاحب کو سامان سفری کے ساتھ جلد بازی میں ریلوے سٹیشن کی طرف رواں دواں دیکھا۔ بعض دکاندار ان کو جاتے ہوئے خصوصی توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا ماجرا ہے۔ ایک دکاندار نے بتایا کہ میر صاحب پٹیالہ جا رہے ہیں۔ ان کو مہاراجہ پٹیالہ نے ٹیلیفون کے ذریعہ ابھی طلب کیا ہے۔ سیالکوٹ میں ٹیلیفون صرف پنجاب نیشنل بنک میں ہے جو میر صاحب کے گھر سے خاصے فاصلہ پر ہے۔ تھوڑی دیر ہوئی وہ ٹیلیفون سننے کے لئے گھر سے بلائے گئے تھے ٹیلیفون سننے کے بعد اب وہ گھر سے سفر کی تیاری کر کے آئے ہیں اور پٹیالہ جانے کے لئے گاڑی پر سوار ہونے ریلوے سٹیشن کو جا رہے ہیں۔

ان لوگوں سے معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کرکٹ کا کھیل دیکھنے کے بہت شوقین ہیں۔ انہوں نے کرکٹ کے کھلاڑیوں کو اپنے کھیل کا مظاہرہ کرنے کے لئے دعوت دی ہوئی تھی۔ اس لئے ساری دنیا کے کرکٹ کے کھلاڑی وہاں آئے ہوئے ہیں۔ میر صاحب کو بھی دعوت آئی تھی لیکن انہوں نے ہاتھ کے زخمی ہونے کی وجہ سے معذرت کر دی تھی۔ لیکن غیر ملکی کھلاڑیوں نے اصرار کیا ہے کہ سلام کو کیوں نہیں مدعو کیا گیا۔ ہم تو اس کو دیکھنے کے شائق ہیں۔ اگر وہ کھیلنے سے معذور ہے تو پھر بھی اس کا یہاں آنا ضروری ہے۔ چنانچہ ان کے خصوصی اصرار پر میر صاحب کو فوری طور پر طلب کیا گیا۔ اس لئے مہاراجہ پٹیالہ کی فرمائش پر ان کو اچانک وہاں جانا پڑ گیا۔

۴۔ میر صاحب موصوف کرکٹ کے نامور کھلاڑی ہونے کے علاوہ سیالکوٹ میں امیر جماعت احمدیہ بھی تھے۔ نماز جمعہ کے خطیب تھے اور نماز فجر کے بعد درس قرآن دیتے تھے اگرچہ وہ بظاہر کوئی دینی عالم نہ تھے اور نہ ہی ان سے پیشہ یا کھیل کے مشاغل میں مصروفیت کی وجہ سے مذہبی علوم سے گہرے سروکار کی توقع کی جاسکتی تھی۔ وہ اپنے زمانہ کے انگریزی تعلیم یافتہ تھے۔ تاہم خطبات جمعہ اور درس قرآن میں جو معارف اور علمی نکات وہ بیان کرتے جماعت کے اکابر حضرات سے ان کی قدر و منزلت کے تعریفی کلمات جو میرے سننے میں آتے تھے ان سے میر صاحب کی غیر معمولی دینی معلومات اور علمی قابلیت کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔

۵۔ میں سنا کرتا تھا کہ میر صاحب کی بیگم صاحبہ اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کی واحد خاتون تھیں جو جلسہ سالانہ اور دیگر مذہبی تقاریب میں فی البدیہ تقاریر کیا کرتی تھیں میرے سیالکوٹ سے لاہور آجانے کے بعد معلوم ہوا کہ میر صاحب کو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں انگلستان جانا پڑ گیا۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

بند کر دئے گئے۔

غور فرمائیں کہ بعض خیالات کتنے زہر آلودہ ہیں۔ ان کی وجہ سے پوری انسانیت دکھ اٹھاتی اور باہم دست و گریباں رہتی ہے۔ مسلسل کوشش کے ذریعہ ہم پختہ شعور اور پسندیدہ عادات کے حامل بن سکتے ہیں۔

"ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے"

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواستِ دعا

○ مکرم میاں عبدالحی صاحب سابق مربی انڈونیشیا چند روز سے سانس اور کھانسی کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم نورالدین صاحب خوشنویس ناصر آباد ربوہ۔ ایک عرصہ سے معدہ کی تکلیف اور ضعف اعصاب میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب آف ہانگ کانگ جن کی پچھلے دنوں شیشہ لگنے سے پاؤں کی دو انگلیاں کاٹ دی گئی تھیں۔ اب شوگر کی وجہ سے زخم خراب ہونے سے پاؤں کی ایک اور انگلی کاٹ دی گئی ہے۔

○ محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ (بیوہ مکرم محمد صادق صاحب) جرمنی میں بعارضہ قلب بیمار ہیں۔

○ مکرم عبدالغنی صاحب میر ابجر ڈکا (میرپور آزاد کشمیر) کی دائیں کندھے کی ہڈی گرنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

تقریبِ شادی

○ عزیزہ قمر النساء شمسہ صاحبہ بنت مکرم مولینا عبدالمنان صاحب شاہد سابق مربی سلسلہ کراچی کی شادی مکرم منورالدین صاحب ابن مولینا صدرالدین صاحب سابق مربی سلسلہ کے ساتھ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک انجام پائی۔ تقریب رخصتانہ کے موقع پر نکاح مولینا محمد اشرف صاحب ناصر۔ مربی سلسلہ کراچی نے پڑھا جس میں کثیر التعداد احباب نے شرکت اختیار کی اور بچی کو اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔

○ عزیز نصیرالدین صاحب ابن مرزا معین الدین صاحب آف سرگودھا کی شادی عزیزہ قانتہ اقبال صاحبہ بنت شیخ اقبال احمد صاحب کے ہمراہ مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۹۱ء کو فیصل آباد میں ہوئی مکرم محمد اشرف صاحب ممتاز مربی سلسلہ فیصل آباد نے مبلغ بیس ہزار روپے مہر پر نکاح پڑھا بعدازاں مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد نے رخصتانہ کی دعا کروائی۔ مورخہ ۱۱ جنوری کو مکرم مرزا معین الدین صاحب نے نیو سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا۔

عزیزہ قانتہ اقبال صاحبہ مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر فیصل آباد کی پوتی ہیں۔ اور عزیز نصیرالدین صاحب اور قانتہ صاحبہ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب آف لنگر وال راولپنڈی کے نواسہ اور نواسی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتے جانبین کے لئے بابرکت فرمائے

نکاح

○ مکرم مظفر منصور رسول صاحب آف جرمنی ابن مکرم ممتاز رسول صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ گل رخ صاحبہ بنت مکرم چوہدری حفیظ احمد طاہر صاحب مبلغ ۲۵۰۰۰/- روپے حق مہر پر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھا۔

○ عزیزہ فوزیہ قمر صاحبہ بنت مکرم سید عزیز احمد صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیز زبیر احمد سعید صاحب ابن مکرم محمد سعید صاحب مربی سلسلہ کینیڈا بعوض پندرہ ہزار کینیڈین ڈالر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے ۷۔ جنوری ۱۹۹۱ء بعد نماز عصر بیت المبارک میں پڑھا۔

عزیزہ فوزیہ قمر مکرم قریشی محمد حنیف صاحب قمر "سائیکل سیاح" کی نواسی ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ رشتے برکت کا باعث بنائے۔

سانحۂ ارتحال

○ مکرم محمد جاوید صاحب ابن مکرم ٹھیکیدار محمد یونس صاحب دارالنصر وسطی ربوہ چند روز بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۸ جنوری ۹۱ء کی رات بارہ بجے وفات پاگئے۔ موصوف کی عمر ۲۲ سال تھی۔ احباب موصوف کی بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کریں۔

ضرورت آیا

نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ جونیئر سیکشن میں ایک آیا کی ضرورت ہے۔ خواہش مند خواتین اپنی درخواستیں صدر صاحب محلہ کی تصدیق کے ساتھ چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن ربوہ کو بھجوائیں۔

بقیہ: صـ ۳ سے آگے

اور مشکلات بڑھ رہی ہے۔ ۱۵ سال سے یہ جنگ جاری ہے اور ابھی اسکے آخری فیصلے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کہا تو جاتا ہے کہ لوگ امن کے قریب آرہے ہیں لیکن جو خبریں نشر کی جارہی ہیں انکے مطابق تو حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب لگتے ہیں۔ موزمبیق میں تقریباً ۲۰ لاکھ افراد ایسے ہیں جنکے پاس انکی ضرورت کے مطابق خوراک نہیں ہے مہاجر بھی مختلف ممالک کی طرف دوڑ رہے ہیں اور ان ممالک میں بھی حالات بد سے بدتر ہونے کا امکان ہے۔ ان میں سے ایک ملک تو ملاوی بھی ہے۔ اس ماہ کے آغاز میں اقوام متحدہ کی ایک ایجنسی "ورلڈ فوڈ پروگرام" نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ تقریباً ایک کروڑ چالیس لاکھ افراد افریقہ کے صحرا میں مزید خوراک کے محتاج ہونگے۔ اسی طرح ایک اور رپورٹ جو جنوبی افریقن ڈویلپمنٹ کانونس نے شائع کی ہے اس نے انگولا، بوٹسوانا، ملاوی موزمبیق، مالاگو، رے سوتو، صوابی لینڈ، تنزانیہ زیمبیا اور زمبابوے کی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ تنزانیہ، زمبابوے اور زیمبیا کے پاس تو بے شک کچھ زائد خوراک موجود ہے لیکن باقی ممالک میں خوراک کی کمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب جب کہ فاصلے کم ہوگئے ہیں اور رسل و رسائل کے ذرائع پہلے سے بہت زیادہ بہتر ہو چکے ہیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ساری دنیا کو ایک یونٹ سمجھا جائے۔ چیز کہیں بھی موجود ہو جہاں اسکی ضرورت ہے وہاں اسے فوری طور پر پہنچایا جانا چاہیئے جب تک ساری دنیا کو ایک یونٹ تسلیم نہیں کر لیا جائیگا۔ اس وقت تک علاقائی مشکلات موجود بھی رہیں گی اور ان کے بڑھتے رہنے کا بھی امکان ہے۔

بقیہ: صـ ۴ سے آگے

نجی قسم کے اشعار کے علاوہ اب تک سینکڑوں نظمیں اور غزلیں ہو چکی ہیں جو تقریباً سب سلسلہ کے اخبارات و رسائل میں چھپتی رہی ہیں اور خدا کے فضل سے احمدی حلقۂ احباب میں مقبول اور جماعتی مقاصد کے لحاظ سے مفید ثابت ہوتی رہی ہیں۔

دوسرا مجموعۂ کلام

میرا پہلا مجموعۂ کلام "نغماتِ صدیق" کے عنوان سے سنہ ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا تھا جو خدا کے فضل و کرم سے بہت مقبول ہوا۔ اور جماعت کے بزرگانِ کرام نے بھی اسے جماعت کے لئے مفید لٹریچر میں شمولیت کا درجہ دیا۔ اس کے بعد کا کلام شائع کرنے کا ابھی میرا کوئی ارادہ نہیں تھا گو میرے بعض قدردان احباب اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کی مجھے تحریک فرماتے رہے۔ بعض احباب نے اپنی اس تحریک کے ساتھ اپنی اس رائے کا اظہار بھی فرمایا کہ میرا کلام اپنی افادیت کے لحاظ سے اور فنی اعتبار سے پہلے کی نسبت نمایاں ترقی کر چکا ہے۔ تاہم ان کی اس حسنِ ظنی کے باوجود ابھی میں ان کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار نہ تھا اور معاملہ زیرِ غور ہی تھا کہ سمن آباد لاہور کے ایک دوست محترم جناب ملک سلیم صاحب نے الفضل میں شائع شدہ میری ایک طویل نظم "بیتے کی چند باتیں" سے متاثر ہوکر مجھے تحریری طور پر پُر زور تحریک فرمائی کہ میں اپنے ان آخری چند سالوں کے کلام کا مجموعہ بھی ضرور شائع کروں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کسی حد تک مالی تعاون کی پیشکش بھی فرمائی چنانچہ ان کی اس پیشکش کو بخوشی قبول کرتے ہوئے خاکسار انہیں کے تجویز کردہ نام "دل کی دنیا" کے عنوان سے اب اپنے کلام کا دوسرا مجموعہ احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

میرے کلام کے پہلے مجموعہ کی طرح اس مجموعہ میں بھی بہت سی فنی غلطیاں اور خامیاں ہوں گی۔ تاہم میں امید کرتا ہوں کہ قارئین کرام انہیں یہ سمجھ کر نظر انداز فرمائیں گے کہ خدمتِ دین کے جس جذبہ اور میری زندگی کی جن ناقابلِ فراموش اور حسین یادوں سے یہ داستانیں وابستہ ہیں انہوں نے جن الفاظ میں مجھ سے کبھی کچھ کہلوانا چاہا میں نے کہہ دیا۔

خاکسار بنیادی طور پر صرف ایک واقفِ زندگی مربی ہے نہ کہ پیشہ ور شاعر۔ اس لئے میں نے اپنی شاعری کو بھی عموماً اسی مقصد کے لئے استعمال کیا ہے جو ایک مربی کی زندگی کا ہوتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ خدمت کو قبول فرمائے اور اسے بنی نوع انسان کے لئے ہر لحاظ سے مفید بنائے۔

اپنے بچوں کو نماز کا عادی بنائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے معنی گفت وشنید

اگرچہ لیگ کا تنازعہ ہے تو عراق اور کویت کے جھگڑے سے متعلق، لیکن سب سے زیادہ اہم کردار اسوقت سعودی عرب کا ہے۔ بیرونی ممالک کی فوجوں کو بھی سعودی عرب نے دعوت دی ہے اور سعودی عرب ہی امریکہ کے ساتھ مل کر عراق کے خلاف ایکشن لینے میں پیش پیش ہے۔ گذشتہ روز سعودی پریس ایجنسی نے کہا کہ سعودی عرب کو اس بات کا یقین ہے کہ صدام حسین اب بھی اس تنازعہ کو ختم کر سکتے ہیں۔ انہیں ۱۵ جنوری کی تاریخ دی جا چکی ہے۔ اور اس سے قبل وہ اپنی فوجوں کو کویت سے نکال کر اس تنازعہ کو ختم کر سکتے ہیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ہمیں بات پر یقین ہے کہ اب بھی عرب اسلامی ممالک اور عالمی قراردادوں کے پیش نظر اگر صدام حسین چاہیں تو ان پر عمل کرتے ہوئے اس تنازعہ کو بلاتاخیر ختم کر سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ تو نہیں بتایا گیا کہ یہ بات کہی کس نے ہے۔ لیکن جس نے بھی کہی ہے اسے ذمہ دار ذرائع میں شامل کیا گیا ہے۔ ریاض اب بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ عراق کویت سے اپنی فوجیں نکال لے اور اسی طرح سعودی حدود سے پرے چلا جائے۔ کویت کے سابق امیر کو واپس لایا جائے اور ان کا تخت انہیں دیا جائے اور حالات کو معمول پر لانے کی کوشش کی جائے۔ یعنی ویسے حالات جیسے کہ ۲ اگست کو تھے۔ جب عراق نے کویت پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بالمقابل صدام حسین نے ابھی دو چار روز ہوئے اپنی فوجوں سے کہا ہے کہ وہ ایک لمبی اور مشکلات میں سے گذرنے والی جنگ لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اپنے فوجی کمانڈروں اور جوانوں سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہے۔ اور انہیں اس بات کا یقین ہے کہ کویت ان کے ہاتھ سے نہیں چھینا جا سکتا وہ شروع سے یہ کہہ رہے ہیں کہ کویت عراق کا حصہ ہے جو عراق سے کاٹ کر الگ ریاست کی شکل دے دیا گیا تھا۔ اب ہم نے اپنے ملک کا یہ حصہ واپس لے لیا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے ہم سے واپس نہیں لے سکتی۔ اور حالات چاہے کیسے ہی ہوں ہم اپنی فوجیں کویت سے نہیں نکالیں گے۔

اگرچہ کوشش تو دنیا کے ہر حصے میں ہو رہی ہے کہ خلیج کا تنازعہ جلد از جلد ختم ہو اور دنیا کو کسی اور جنگ کا سامنا نہ کرنا پڑے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ کوششیں صحیح سمت میں نہیں کی جا رہی ہیں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ امریکہ کا وزیر خارجہ بغداد جا کر صدام سے بات کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ وہ انہیں صرف یہ بتانے جائے گا کہ اگر صدام نے کویت خالی نہ کیا تو وہ کون سے نتائج ہیں۔ جن کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا۔ گویا کہ گفت وشنید کا یہ مطلب نہیں لیا جا رہا کہ دونوں طرف کی بات سنی جائے اسے سوچا جائے سمجھا جائے اور کسی نتیجے پر پہنچا جائے۔ بلکہ وہی الٹی میٹم جو گھر بیٹھے صدام حسین کو دئے جا رہے ہیں وہی دینے کے لئے ایک شخص کو بغداد بھیجا جا رہا ہے۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ اس قسم کی گفت وشنید سے تو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اور صدام حسین ایسی گفت وشنید کو سنجیدگی کے ساتھ لے بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ گفت و شنید کا مطلب تو یہ ہے کہ دونوں کی بات سنی جائے۔ اور سننے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔ لیکن اگر پہلے ہی فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ ہم نے صدام حسین کو یہ کہنا ہے تو وہ یقیناً اس گفت وشنید کی کوئی قدر نہیں کر سکتے۔ صدر صدام نے تیسری دفعہ کویت کا دورہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ جتنی فوجیں چاہیں ہمارے علاقے میں اکٹھی کر لیں ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور وہ ہماری حفاظت کرے گا۔

حال ہی میں اردن کے شاہ حسین نے بھی مغربی ممالک کا دورہ کر کے خلیج کے تنازعہ کے متعلق مغربی عمائدین سے گفت وشنید کی ہے اور ایک خبر یہ بھی ہے۔ اگرچہ فی الحال اسے ثقہ خبر نہیں کہا جا سکتا کہ فرانس کے کسی شخص سے صدر صدام اور یاسر عرفات نے کہا ہے کہ یو این او سے درخواست کی جائے کہ وہ پندرہ جنوری کی تاریخ کو ذرا آگے کر دے اس خبر سے تو پتہ چلتا ہے کہ اس بات کا امکان ہے کہ صدر صدام اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور آخرکار یہ فیصلہ ہو جائے کہ عراق کی فوجیں کویت سے نکال لی جائیں۔ کن شرائط پر؟ یہ تو ابھی نہیں کہا جا سکتا۔ بش چاہتے ہیں کہ بغیر کسی شرط کے فوجیں نکالی جائیں اور صدام یقیناً اگر فوجیں نکالنے پر آمادہ ہوئے تو کچھ نہ کچھ شرائط منوانے کی کوشش کریں گے۔ صدر بش نے اس عندیے کا بھی اظہار کیا ہے کہ وہ جیمز بیکر کو جو ان کے وزیر خارجہ ہیں عرب ممالک سے گفت وشنید کرنے کے

لئے ایک دفعہ پھر مشرق وسطیٰ بھیجنا چاہتے ہیں۔ یہ جیمز بیکر کا ۲ اگست سے کر اب تک تیسرا دورہ ہوگا۔

خبریں

ملکی خبریں

○ رومانیہ کے صدر آئیون ایلی سکو پاکستان کے دو روزہ دورہ کے بعد بیجنگ روانہ ہو گئے۔ انہوں نے صدرِ پاکستان اور وزیرِ اعظم سے خلیج کی صورتِ حال اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

○ صدر پاکستان نے جسٹس محبوب احمد کو لاہور ہائی کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کیا ہے۔ سابق چیف جسٹس جسٹس محمد رفیق تارڑ کو سپریم کورٹ کا جج مقرر کیا گیا ہے۔

○ ایک اخباری اطلاع کے مطابق پنجاب کی حکومت انجمن سپاہ صحابہ اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی ذیل تنظیموں سمیت بعض فرقہ وارانہ تنظیموں پر پابندی لگانے کے لئے قانونی ماہرین سے مشورہ کر رہی ہے

○ جھنگ میں چوتھے روز بھی گھیراؤ جلاؤ۔ لوٹ مار اور فائرنگ کا بازار گرم رہا۔ کرفیو کی پابندیاں مزید سخت کر دی گئی ہیں۔

○ چنیوٹ پولیس نے انجمن سپاہ صحابہ کے صدر اور کئی شعیہ رہنماؤں کو گرفتار کر لیا ہے۔

○ اخباری خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے "اے مین آف گاڈ" ضبط کر لی ہے۔

○ ضمنی انتخابات دس جنوری کو ہوئے تھے سہواً دس دسمبر لکھا گیا تھا۔

ہمیں اپنی فیکٹری کے لئے درج ذیل آسامیوں کی ضرورت ہے۔
۱۔ آفس ورک (کلرک) تعلیم میٹرک۔ لکھائی خوشخط۔ عمر ۲۸ تا ۴۰ سال ہو۔
۲۔ آٹو پارٹس ربڑ مولڈر
میاں بھائی
۱۰۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور
فون: ۲۲۳۳۷۲ - ۲۲۳۳۷۳

غیر ملکی خبریں

○ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے بغداد میں صدر صدام سے طویل ملاقات کے بعد پیرس پہنچنے پر کہا کہ انہوں نے قیامِ امن کے لئے اپنی تجاویز عراقی صدر کو پہنچا دی ہیں اور عراقی صدر نے تفصیل کے ساتھ اپنا نقطۂ نظر مجھے سنا دیا ہے۔ وہ تفصیلی رپورٹ نیویارک میں سلامتی کونسل کو پیش کریں گے۔

○ امریکی وزیرِ خارجہ جیمز بیکر نے خلیج کے دورہ کے بعد لندن میں برطانوی وزیر اعظم سے ملاقات کی ہے۔ دونوں رہنماؤں نے خلیج کے مسئلہ پر مکمل ہم آہنگی کا اظہار کیا ہے۔

○ فلسطینی رہنما یاسر عرفات نے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ خلیج میں جنگ نہیں ہو گی۔ وہ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے ملاقات کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

○ بنگلہ دیش کے معزول صدر جنرل ارشاد نے اعلان کیا ہے کہ وہ آئندہ عام انتخاب میں حصہ لیں گے۔

○ لتھوانیہ میں روسی فوج اور عوام کے درمیان خونریز جھڑپوں کے بعد جن میں ۱۹ افراد ہلاک اور ۱۰۰ زخمی ہو گئے اب عارضی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ مقامی لیڈروں نے عوام سے کہا ہے کہ وہ سڑکیں چھوڑ کر گھروں کو چلے جائیں کیونکہ روسی قیادت نے یقین دلایا ہے کہ فوج پارلیمنٹ ہاؤس پر قبضہ نہیں کرے گی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں کی فائرنگ سے آٹھ افراد ہلاک ہو گئے۔ ان میں پانچ بھارتی فوجی بھی شامل ہیں